گیارھواں مرثیہ

تصنیف ۲۰۰۴ء

عنوان قلم

تعدادِ بند ۱۷

مطلع ۔ مالکِ لوح و قلم مجھ کو قلم کار بنا

نوٹ: ان سے پہلے دس مرثیے ''فراتِ سخن'' میں شائع ہو چکے ہیں۔

—۱—

مالکِ لوح و قلم مجھ کو قلم کار بنا
میرے افکارِ پریشاں کو چمن زار بنا
صدفِ کلکِ سخن ور کو گہر بار بنا
جو قلم بند کروں میں اسے معیار بنا

تیری تائید سے ہر فکرِ غلط رَد ہو جائے
مجھ سے جو سہوِ قلم ہو وہ قلم زَد ہو جائے

—۲—

علم کا سارا دَر و بَست قلم ہوتے ہیں
خوب لکھتے ہیں زبردست قلم ہوتے ہیں
کچھ قلم نرم تو کچھ سخت قلم ہوتے ہیں
خوش قلم لوگوں میں کچھ ہفت قلم ہوتے ہیں

خوش نویس اتنا خیالِ رُخِ خط رکھتے ہیں
تیز کرتے ہیں قلم نوک پہ قط رکھتے ہیں

۔۳۔

کوئی غالبؔ ہے کوئی میرؔ قلم سب کا ہے

سب کے خوابوں کی ہے تعبیر قلم سب کا ہے

جو بھی ہیں صاحبِ تحریر قلم سب کا ہے

یہ کسی کی نہیں جاگیر قلم سب کا ہے

چودہ صدیوں سے اِک احساسِ الم باقی ہے

آج بھی قصّۂ قرطاس و قلم باقی ہے

۔۴۔

نہ تو کم یاب، نہ مہنگا، نہ عنقا ہے قلم

جس سے سیراب زمانہ ہے، وہ دریا ہے قلم

کشتِ دانش سے جو پھوٹا ہے وہ بوٹا ہے قلم

کبھی تھکتا ہی نہیں ایسا سبک پا ہے قلم

ہوش کی بات بڑے جوش سے کہہ دیتا ہے

داستانیں لبِ خاموش سے کہہ دیتا ہے

۔۵۔

لبِ خاموش کی گفتار قلم کے دم سے

حرفِ ابلاغ کا اظہار قلم کے دم سے

نشرِ اخبار کی رفتار قلم کے دم سے

سر کا عمامہ و دستار قلم کے دم سے

جابہ جا علم و فراست کے دبستان بنے

اس کے ہی فیض سے انسان بھی انسان بنے

۔۶۔

گلشنِ نظم کے افکار کی کثرت سے رئیس ؔ

بزم ؔ میں نجم ؔ کی تصویرِ دل آویز و نفیس ؔ

میر ؔ و سودا ؔ و صفی ؔ غالب ؔ و ثاقب ؔ کا جلیس ؔ

ناشرِ فکرِ دبیری، یمِ تحریرِ انیس ؔ

عمر بھر میں اسی دریائے معانی میں رہوں

تشنۂ آبِ سخن ہوں اِسی پانی میں رہوں

—۷—

اے قلم، لکھ! نئے عنوان سے قسمت میری

تو جو چلتا ہے تو چلتی ہے طبیعت میری

تیرے ہی دم سے تو دنیا میں ہے عزّت میری

کھینچ دے صفحۂ قرطاس پہ صورت میری

موجبِ خواہشِ اربابِ خِرد ٹھہرے گا

تو جو لکھ دے گا اسی پر مرا قد ٹھہرے گا

—۸—

نوکِ خامہ سے نمایاں مہِ تابانِ سخن

آبِ خامہ سے ہے تزئینِ گلستانِ سخن

رودِ خامہ سے ہیں افکارِ دبستانِ سخن

حُسنِ خامہ ہے انیسِ دمِ جانانِ سخن

خلوتِ عیش و طرب حجلۂ دانائی ہے

فکر کی صبحِ بہاراں تری انگڑائی ہے

۔۹۔

یہی کوشش ہے کہ کوشش چڑھے پروان مری

کھول ہی لی ہے تو چلتی رہے دوکان مری

مان تجھ پر ہے تو رکھنی ہے تجھے آن مری

تو تعارف ہے مرا، تجھ سے ہے پہچان مری

پھر ہمیشہ کی طرح آج تجھے رکھنی ہے

جو بھی لکھنا ہے وہ لکھ، لاج تجھے رکھنی ہے

۔۱۰۔

ایسا کچھ لکھ کہ زمانے پہ رقم رہ جائے

لکھنے والوں میں ہمارا بھی بھرم رہ جائے

اپنے الفاظ میں شبیرؑ کا غم رہ جائے

ہم چلے جائیں، مگر زادِ قلم رہ جائے

قصر اپنے جو ہیں جنّت میں ہم آباد کریں

لوگ یاں مرثیے پڑھ پڑھ کے ہمیں یاد کریں

۔۱۱۔

ہو یہ شہرت کہ ہیں مظلوم کے شاعر ہم بھی

ہیں اِسی راہِ مودّت کے مسافر ہم بھی

فخر اس پر ہے کہ مولا کے ہیں ذاکر ہم بھی

پاس رکھتے ہیں یہ ''دُکانِ جواہر''ہم بھی

جب بھی ہنگامِ سخن اپنی زباں کھولتے ہیں

ایسا لگتا ہے کہ جبریلِ امیں بولتے ہیں

۔۱۲۔

اے قلم! مصرعِ تر بہرِ خدا لکھتا جا

مدحتِ پنجتنِ اہلِ کسا لکھتا جا

میرے ہی نام سے اوراقِ ثنا لکھتا جا

آج جبریل لکھاتے ہیں ذرا لکھتا جا

کیوں نہ ہوں مشغلۂ مدح و ثنا میں داخل

یہ بھی ہیں میری طرح اہلِ ولا میں داخل

۔۱۳۔

نام اللہ کا لے کر جو اٹھایا ہے قلم

حمد اور نعت کے رستے پہ نکلتا ہے قلم

پہلی ہی وحی میں قرآن کی آیا ہے قلم

ان کی مدحت کے لیے عرش سے اُترا ہے قلم

نام اللہ و محمدؐ کے جو ہم نے لکھّے

جیسے فردوس کے پروانے قلم نے لکھّے

۔۱۴۔

پھول کو پھول تو غنچہ کو کلی لکھتے ہیں

ہم غدیری ہیں تو مولا کو ولی لکھتے ہیں

حق کی تحریر بہ خط ہائے جلی لکھتے ہیں

بعد اللہ و محمدؐ کے علیؑ لکھتے ہیں

ان سے خیبر میں رہی دیں کے عَلَم کی عزت

ان کے ناموں سے بڑھی لوح و قلم کی عزت

۔۱۵۔

کر کے خامے نے وضو فاطمہؑ زہراؑ لکھا

لکھتے لکھتے ذرا کچھ سوچ کے ٹھہرا لکھا

ان کی دہلیز پہ اترا تھا جو تارا لکھا

یوں لگا حیدرِ کرّار کا سہرا لکھا

گھر میں بی بی کے جو جنت کی ہوائیں آئیں

عرشِ اعظم سے مبارک کی صدائیں آئیں

۔۱۶۔

حُسن کی طرح قلم نے جو حسنؑ لکھا ہے

گلِ زہراؑ و علیؑ، جانِ چمن لکھا ہے

خطِ ریحاں میں ہر اک حرفِ سخن لکھا ہے

پہلا سیّد ہے، سیادت کا چلن لکھا ہے

خیر سے بنتِ نبی کو دُرِ شہوار ملا

اہلِ جنّت کو مبارک ہو کہ سردار ملا

_۱۷_

نام شبیرؑ کا پھر کلِک نے تحریر کیا

اور ایک قصر نیا خُلد میں تعمیر کیا

خواب جو دینِ خدا تھا اُسے تعبیر کیا

آ کے نانا نے نواسے کو بغل گیر کیا

پنجتن ہو گیے پورے تو یہ تحفہ اترا

دہر میں ان کے لیے دہر کا سورہ اترا

_۱۸_

ہیں یہی اہلِ کساء، پنج تنِ پاک یہی

خُلد سے عید کی منگواتے ہیں پوشاک یہی

مالکِ خُلد یہی، صاحبِ لولاک یہی

بوتراب ان میں ہے، ہیں خاک پہ افلاک یہی

سیّدہؑ ہی کے تو گھر میں ہے سیادت ساری

گلشنِ دیں میں انہیں کی ہے ریاضت ساری

۔۱۹۔

ان کے بابا ہیں محمدؐ تو ہیں بیٹے حسنینؑ

دونوں عالم کے امام اور یہی ایمان کی زین

ان کے والی ہیں علیؑ وہ بھی امام الثقلین

حجّتِ حق ہیں یہی، ارض و سما کے مابین

مرکزِ دائرۂ اہلِ کسا ہیں زہراؑ

سارے رشتوں کا حوالہ، بخدا ہیں زہراؑ

۔۲۰۔

یہ وہ ہیں جن کی اطاعت ہے اطاعت اُس کی

ان کی تسبیح سے ہوتی ہے عبادت اُس کی

ان کی مرضی پہ ہے موقوف عنایت اُس کی

ان کا جو منشا ہے بس وہ ہے مشیت اُس کی

بددعا کر دیں تو ہر سمت اندھیرا چھا جائے

وقت سے پہلے ہی دنیا میں قیامت آجائے

_۲۱_

بیٹے سردارِ جناں، آپ ہیں خاتونِ جناں

ہیں پدر انفس وآفاق کی عظمت کا نشاں

اہل انہی کے ہیں جو کہلاتے ہیں مولائے جہاں

اور انسان بھلا دہر میں ایسے ہیں کہاں

خود خدا بھیجے درود ان پہ وہ حق دار ہیں یہ

دونوں عالم کے لیے مرکزِ پرکار ہیں یہ

_۲۲_

حشر تک دہر میں قائم ہے قیادت ان کی

باعثِ آیہ تطہیر طہارت ان کی

سارے عالم پہ جو چھائی ہے وہ رحمت ان کی

کام آئے گی قیامت میں مودّت ان کی

ان کے شوہر کو وصی اور ولی کہتے ہیں

ایسے اعلیٰ ہیں کہ سب ان کو علیؑ کہتے ہیں

۲۳

ان کے شوہر سا کسی اور کا شوہر تو نہیں

اور دنیا میں کوئی ساقیِ کوثر تو نہیں

جیسا یہ گھر ہے، کہیں ایسا کوئی گھر تو نہیں

اور دنیا کے کسی گھر میں پیمبرؑ تو نہیں

ان کے بابا نے رسولوں کی قیادت کی ہے

گیارہ بیٹوں نے انہی کے تو امامت کی ہے

۲۴

ان کے بابا سا کسی اور کا بابا بھی نہیں

اس پیمبر سا کسی اور کا رتبہ بھی نہیں

کوئی ان کے سوا معراج پہ پہنچا بھی نہیں

ان کے پیکر سا کوئی اور سراپا بھی نہیں

چشمِ امکاں میں کوئی جسم اب ایسا ہو کہاں

خود یہ اللہ کا سایا ہیں تو سایا ہو کہاں

۔۲۵۔

جب زمانہ ہی نہ تھا تب بھی ظہور ان کا تھا

ایک تھی ذات خدا دوسرا نور ان کا تھا

جو بھی منظر تھا کہیں، پاس یا دور، ان کا تھا

نور جو طور پہ تھا، وہ بھی ضرور ان کا تھا

نہ وہ قرنا نہ وہ نوبت نہ صدا صور کی تھی

کن کی آواز بھی لگتا ہے اسی نور کی تھی

۔۲۶۔

ہے کوئی ابرِ کرم سایہ رحمت جیسا

ان کا منشا ہے تو خالق کی مشیّت جیسا

ان کا ہر فعل ہے ارکانِ شریعت جیسا

ان کا ہر قول ہے قرآں کی آیت جیسا

خواہشِ نفس سے کب اپنی زباں کھولتے ہیں

وحی جب آتی ہے ان پر یہ تبھی بولتے ہیں

_۲۷_

ذکر بھی ان کا ہے خالق کی عبادت کی طرح

دستِ بازو ہے انہی کا یدِ قدرت کی طرح

ان کی چاہت ہو تو ہر سانس ہے نعمت کی طرح

مَیل ان سے جو رکھے رہتا ہے لعنت کی طرح

مستحق قہرِ الٰہی کا ہے مقہور تو ہے

ان سے جو دُور ہوا اس سے خدا دُور تو ہے

_۲۸_

رنگِ عالم کی دھنک زیرِ قدم ہے ان کے

اوجِ ہستی کا فلک زیرِ قدم ہے ان کے

حُبِ دنیا کی للک زیرِ قدم ہے ان کے

سب سما اور سمک زیرِ قدم ہے ان کے

کی گوارا نہ عبادت میں بھی فرقت ان کی

اپنے کلمے میں رکھی اُس نے شہادت ان کی

۔۲۹۔

چشمِ ایماں جسے ایمانِ مجسم سمجھے
ہادی و راہ برَ و مصلحِ اعظم سمجھے
غیر ہی سمجھے انہیں اور نہ ہم دَم سمجھے
جن کو دعویٰ ہے کہ سمجھے، وہ بہت کم سمجھے
بزمِ آدم میں کہاں اور کسی نے سمجھا
حق سمجھنے کا تو وہ ہے جو علیؑ نے سمجھا

۔۳۰۔

خشک و تر لوح و قلم، شعلہ و شبنم سمجھے
ان کو تو سنگِ حرم کوثر و زم زم سمجھے
ہم نشیں سمجھے انہیں اور نہ ہم دَم سمجھے
جو سمجھ کر نہ سمجھ پائے، انہیں ہم سمجھے
اپنے پیغمبرِ اعظمؐ کو بھی کیسا لکھا
اچھّا تو لکھا مگر اپنے ہی جیسا لکھا

۔۳۱۔

خلقِ اوّل کو جو اپنا سا بشر کہتے ہیں

اہلِ ایماں انہیں کوتاہ نظر کہتے ہیں

خیر کی بات تو آتی نہیں شَر کہتے ہیں

یار کا لفظ ہے توہین مگر کہتے ہیں

وہ کسی اُمّتی کے یار نہیں ہو سکتے

آپ ہو سکتے ہیں سرکار نہیں ہو سکتے

۔۳۲۔

جو نبی ہوں وہ سبک سار ہوں، توبہ توبہ

کسی پستی کے طلب گار ہوں، توبہ توبہ

کسی صورت بھی خطاکار ہوں، توبہ توبہ

یاریوں میں وہ گرفتار ہوں، توبہ توبہ

چمنِ زیست میں وہ خار نہیں ہو سکتے

انبیا عام سا کردار نہیں ہو سکتے

۔۳۳۔

شاہِ لولاک ہیں، تخلیق کا منشا یہ ہیں

وہ سماوات کا ہے نور تو جلوہ یہ ہیں

وہ جو یکتا ہے، تو مخلوق میں یکتا یہ ہیں

عقلِ انساں ہوئی عاجز، کہ کہے کیا یہ ہیں

ایسے انسان کو جو اپنا سا بھائی سمجھے

ہم اُسے کیا کہیں اس سے تو خدا ہی سمجھے

۔۳۴۔

جھوٹ کو جھوٹ ہی لکھتا ہے، وہ سچّا ہے قلم

خلق کے نامۂ اعمال بھی لکھتا ہے قلم

وید و انجیل ہے، رامائن و گیتا ہے قلم

انبیا چلتے ہیں جس پر وہی رستہ ہے قلم

روشنائی ہے شہیدوں کے لہو سے بہتر

اس کی چھینٹیں بھی ہوئیں آبِ وضو سے بہتر

_۳۵_

روشنی دیتے ہیں اس کے مہ و اختر کتنے
علم کے اس نے بہائے ہیں سمندر کتنے
اس کی ہر موج میں پوشیدہ ہیں گوہر کتنے
دفترِ عالمِ امکاں میں ہیں دفتر کتنے

کتنے افکار کو الفاظ میں ڈھالا اس نے
کر دیا کتنے اندھیروں میں اجالا اس نے

_۳۶_

ناز بردار رہے اس کے سخن ور کتنے
اس نے تہذیب و تمدن کو دیے گھر کتنے
جنبشِ کلک نے بدلے ہیں مقدر کتنے
کتنی تحریروں نے برپا کیے محشر کتنے

حال لکھتا ہوا مستقبل و ماضی ہے قلم
فیصلے دیتا ہوا وقت کا قاضی ہے قلم

۳۷

اس کا مذہب ہے نہ مسلک، نہ عقیدہ اپنا
عزم کوئی کبھی اس کا نہ ارادہ اپنا
خود معیّن نہیں کرتا کبھی جادہ اپنا
ہر گھڑی رکھتا ہے میدان کشادہ اپنا

بحرِ افکار کی موجوں پہ بہے جاتا ہے
دل کی آواز کو کاغذ سے کہے جاتا ہے

۳۸

ظلمتِ دہر کو تنویر سے بدلا اس نے
جہل کو علم کی توقیر سے بدلا اس نے
ذہنِ تخریب کو تعمیر سے بدلا اس نے
کتنی تقدیروں کو تدبیر سے بدلا اس نے

وقت بدلا ہے خیالات بدل ڈالے ہیں
اس نے انسانوں کے حالات بدل ڈالے ہیں

۔۳۹۔

دلِ مایوس میں امید سجانے والا

ذہن کی سوچ کو آنکھوں سے دکھانے والا

دیدہِ خواب کو تعبیر بتانے والا

علم و عرفاں کے چراغوں کو جلانے والا

کتنی منہ زور امنگوں کو مٹا دیتا ہے

صلح لکھتا ہے تو جنگوں کو مٹا دیتا ہے

۔۴۰۔

صلحِ جد ہی کی طرح صلحِ حسنؑ میں ہے رچاؤ

شورشِ شام کی بگڑی ہوئی صورت میں بناؤ

امن کی راہ سے باطل کا کیا ہے ستھراؤ

ہو کوئی ان سے بڑا امن کا حامی تو بتاؤ

اہلِ دانش کا ہے سب سے بڑا ہتھیار قلم

علم کے ہاتھ میں بن جاتا ہے تلوار قلم

۔۴۱۔

کام مخلوق کے ہر عہد میں آیا ہے قلم
ساری دنیا میں جو چلتا ہے وہ سکہ ہے قلم
دہر میں رشد و ہدایت کا وسیلہ ہے قلم
جو بھی ہم کہتے ہیں اس سے وہی لکھتا ہے قلم
سر جھکا رکھنے کا اس کو یہی انعام ملا
حشر تک لکھتے ہی رہنے کا اسے کام ملا

۔۴۲۔

اس نے اخبار لکھے، اس نے رسالے لکھے
اس نے تنقید لکھی، اس نے مقالے لکھے
یادداشت اس نے لکھی، اس نے حوالے لکھے
سَنَدیں اس نے لکھیں، اس نے قبالے لکھے
اس نے جلسے لکھے، نعرے لکھے، رُوداد لکھی
آہیں مظلوموں کی بیواؤں کی فریاد لکھی

۔۴۳۔

اس نے تحقیق لکھی، اس نے مضامین لکھے

اس نے دستور لکھے، اس نے قوانین لکھے

اس نے اعزاز لکھے، اس نے فرامین لکھے

جن کو بے دینوں نے رائج کیا وہ دین لکھے

ان کی اس دیدہ دلیری پہ تو حیراں بھی ہوا

خود وہ موجد نہ ہوا یہ تو پشیماں بھی ہوا

۔۴۴۔

اشتہار اس نے لکھے، اس نے جریدے لکھے

سیر دنیا کے لکھے، اس نے ندیدے لکھے

مرثیے اس نے لکھے، اس نے قصیدے لکھے

اس نے ایمان لکھے، اس نے عقیدے لکھے

خواب بھی لکھے ہیں، تعبیر لکھی ہے اس نے

لوحِ محفوظ کی تحریر لکھی ہے اس نے

۔۴۵۔

اس نے لوگوں کے خد و خال، سراپے لکھے
سب حَسَب اور نَسب لکھے ہیں، شجرے لکھے
تختیاں ناموں کی اور قبروں کے کتبے لکھے
کبھی رنگین و منقّش، کبھی سادے لکھے

داستاں لکھی، سفر نامے بھی تحریر کیے
امن کا حال بھی ہنگامے بھی تحریر کیے

۔۴۶۔

ناول اس نے کیے تحریر فسانے لکھے
قصے دنیا کے نئے اور پُرانے لکھے
کتنی صدیوں کے، زمانوں کے زمانے لکھے
کتنے اوراق زمانے کی ہَوا نے لکھے

موسمِ گل بھی لکھا، رنگِ خزاں لکھا ہے
اس نے ہر آن حسابِ دل و جاں لکھا ہے

۔۴۷۔

سود لکھا، بہی کھاتے لکھے، قرضے لکھے

نفع و نقصان کی میزان کے ہندسے لکھے

لین دین اس نے لکھا، بنک کے کھاتے لکھے

اس نے خوش حالی لکھی، بھوکوں کے فاقے لکھے

اس نے آمد لکھی، خرچے لکھے، محصول لکھے

غیر معقول لکھے اور کبھی معقول لکھے

۔۴۸۔

احتجاج اس نے لکھے، اس نے ہی شکوے لکھے

اس نے فردیں لکھیں، پرچے لکھے، دعوے لکھے

راضی نامے کیے، تحریر اجازے لکھے

بحثیں لکھ ڈالیں تو بحثوں کے نتیجے لکھے

جو بھی لکھوائے گئے، فیصلے لکھّے اس نے

قسمتیں اس نے لکھیں، تصفیے لکھّے اس نے

_۴۹_

اس نے اَن ہونی لکھی، اس نے عجوبے لکھے
اس نے اوہام لکھے، بھوتوں کے قصّے لکھے
اس نے جادو لکھا، منتر لکھا، ٹونے لکھے
کبھی آڑھے، کبھی ترچھے، کبھی ٹیڑھے لکھے
کب قلم کش ہوا خود آپ سے کب کچھ لکھا
جو بھی لکھوایا گیا اس سے، وہ سب کچھ لکھا

_۵۰_

اس نے غزلیں لکھیں، خمسے لکھے، قطعے لکھے
گیت اس نے لکھے، گانے لکھے، دوہے لکھے
خط محبّت کے لکھے اس نے، سندیسے لکھے
حُسن کے غمزے لکھے، عشق کے دعوے لکھے
عشق کے دعوے جو لکھّے تو فسانے جاگے
ان ہی تحریروں سے دل جاگے، زمانے جاگے

_۵۱_

اس نے منظر کیے تحریر، نظارے لکھے

اس نے آنکھیں لکھیں، آنکھوں کے اشارے لکھے

اس نے دل والوں کی قسمت کے ستارے لکھے

اس نے تاریخ لکھی، وقت کے دھارے لکھے

بند گزری ہوئی صدیوں کے خزانے اس میں

سانس لیتے ہیں زمانوں کے زمانے اس میں

_۵۲_

اس نے قرآن لکھا، اس نے صحیفے لکھے

نقشِ تعویذ لکھے، اس نے فلیتے لکھے

اس نے لکھے ہیں حصار، اس نے عریضے لکھے

جن سے ہوتی ہے شفا، اس نے وہ نسخے لکھے

فرض سے اپنے کبھی، کی نہیں غفلت اس نے

کی ہر اک وقت میں انسان کی خدمت اس نے

_۵۳_

اس نے دنیا کا ہر اِک کھیل تماشا لکھا

مدح کے باب میں ممدوح کو کیا کیا لکھا

اس نے شاہوں کی خوشامد کا قصیدہ لکھا

کہیں تشبیب لکھی اور کہیں چہرہ لکھا

اس نے دلوائی ہیں انعام میں جاگیریں بھی

اس قلم نے تو بدل ڈالی ہیں تقدیریں بھی

_۵۴_

انکشافاتِ زمانہ نے بھی ڈھالے ہیں قلم

اہلِ تدبیر نے کچھ اور نکالے ہیں قلم

ہیں مشینیں قلم سائنس کے آلے ہیں قلم

پڑھنے والے ہیں قلم، دیکھنے والے ہیں قلم

یہ ہنر مندی، یہ پھرتی، یہ تری ساکھ قلم

جیسے اک وقت میں لکھتے ہوں کئی لاکھ قلم

_۵۵_

ڈاکیے ہی کی ضرورت ہے نہ پوسٹ آفس کی

ہو شکاگو کی کوئی میل کہ لاس انجلس کی

دہلی، لاہور، کراچی کی ہو، یا پیرس کی

وہ کہیں کی ہو، کسی کی بھی ہو، اُس کی اِس کی

بے ٹکٹ سب کے پتوں پر یہ چلی آتی ہے

کمپیوٹر ہی میں محفوظ بھی ہو جاتی ہے

_۵٦_

نبض گِن لیتے ہیں، انفاس رقم کرتے ہیں

جذبے لکھ دیتے ہیں، احساس رقم کرتے ہیں

آس پڑھ لیتے ہیں، وسواس رقم کرتے ہیں

اور سب برسرِ قرطاس رقم کرتے ہیں

دل میں جو ہوتا ہے، آنکھوں سے دِکھا دیتے ہیں

جھوٹ کہتا ہے کہ سچ، یہ بھی بتا دیتے ہیں

_۵۷_

قریۂ جاں میں جو شبّیر کا غم رکھتے ہیں

ہم وفا کیش ہیں، غازی کا عَلم رکھتے ہیں

کم سے کم حاجتِ دینار و درم رکھتے ہیں

فخر اس پر ہے کہ ہاتھوں میں قلم رکھتے ہیں

جب جبیں شوق کی کاغذ پہ جھکا دیتا ہے

ہر طرف پھول عقیدت کے کھلا دیتا ہے

_۵۸_

یہ قلم ہی تو بدل دیتا ہے پچھلی تحریر

دیکھ لو کس طرح بدلی گئی حُر کی تقدیر

ذوالعشیرہ لکھی اور اس نے ہی لکھی ہے غدیر

اس نے ہی کھینچی ہے تاریخ کی پوری تصویر

اس قلم ہی نے سب احوالِ سقیفہ لکھا

کون کیسے بنا امّت کا خلیفہ، لکھا

_۵۹_

قدرِ اولادِ پیمبرؑ کی گھٹانے والے
اُمتیوں کے مدارج کو بڑھانے والے
خودکشی کر کے زمانے کو ڈرانے والے
آپ مٹ جاتے ہیں اوروں کو مٹانے والے
سَر قلم کا بھی قلم ہوتا ہے قط کی مانند
تم بھی تحریر میں ہو حرفِ غلط کی مانند

_٦٠_

اس نے تصریح لکھی، اس نے اضافے لکھے
اس نے تلمیح لکھی، اس نے کنایے لکھے
اس نے تسبیح لکھی، اس نے وظیفے لکھے
اس نے تشریح لکھی، شرع کے فتوے لکھے
وحی بھی لکھی ہے، شارع کی شریعت بھی لکھی
اس نے مولا کی مرے نہجِ بلاغت بھی لکھی

_۶۱_

اس نے اقوال لکھے، اس نے حدیثیں لکھیں

اس نے اعمال لکھے، اس نے دعائیں لکھیں

عقد کے صیغے لکھے، اس نے طلاقیں لکھیں

اس نے لکھی ہے اذاں، اس نے نمازیں لکھیں

اس نے تعقیبیں لکھیں، وردِ شب و روز لکھے

کربلا تیرے مصائب بڑے دل دوز لکھے

_۶۲_

جب مدینے میں قلم نے خطِ صغرا لکھا

حال دکھیا کے غمِ ہجر کا سارا لکھا

ماجرا کچھ نہ دَوا کا، نہ غذا کا لکھا

کانپتے ہاتھوں سے بس بھائی کو اتنا لکھا

لینے بیمار کو پردیس سے کب آؤ گے

میرے مرنے کی خبر آئے گی، تب آؤ گی

۔۶۳۔

سب مرے چاہنے والے ہیں وہاں، میں ہوں یہاں

بِن مسیحاؤں کے صحّت کا بھلا کیا امکاں

میری تقدیر میں آرام کہاں، چین کہاں

یوں ہی گھُٹ گھُٹ کے نہ مر جاؤں یہاں میں امّاں

پاس اپنوں کے دمِ نزع گزرنا بھی نہیں

میری قسمت میں تو آرام سے مرنا بھی نہیں

۔۶۴۔

کس طرح جھیلوں میں اس رنج و تعب کو امّاں

موت کب آئے گی اس مرگ طلب کو امّاں

چین پڑتا ہے نہ اب دن کو، نہ شب کو امّاں

مدّتیں ہو گئیں دیکھے ہوئے سب کو امّاں

رات دن اب تو مرا جی بڑا گھبراتا ہے

اپنا بچھڑا ہوا کُنبہ مجھے یاد آتا ہے

_۶۵_

بھائی قاسم نے، سنا بیاہ رچایا ہے وہاں

سہرا اپنا چچی امّاں کو دکھایا ہے وہاں

اور ہر ایک شریک اپنا پرایا ہے وہاں

ایک مجھ ہی کو نہیں صرف بلایا ہے وہاں

مہندی جب ہاتھوں میں بہنوں نے لگائی امّاں

یاد کیا میری کسی کو بھی نہ آئی امّاں

_۶۶_

بھیا اکبرؑ بھی وہیں لائیں گے دلہن اپنی

رہیں آباد وہ دنیا رکھیں روشن اپنی

یاں تو یہ سانس ہی اپنے ہیں نہ دھڑکن اپنی

سب سے چھٹ کر تو خوشی ہو گئی دشمن اپنی

چھوڑا یثرب کو نئے شہروں کو آباد کیا

بھول کر بھی تو بہن کو نہ کبھی یاد کیا

۔۶۷۔

اب تو اصغرؑ بھی مرا گھٹنیوں چلتا ہو گا

ہاتھ میں لینے کو ہر چیز مچلتا ہو گا

اور مچل جائے تو مشکل سے سنبھلتا ہو گا

گود میں آکے سکینہ کی بہلتا ہو گا

یاد ہے مجھ کو کہیں چین اُسے آتا ہی نہ تھا

گود سے میری کسی گود میں جاتا ہی نہ تھا

۔۶۸۔

لے کے گودی میں وہ اصغرؑ کو سلاتی ہو گی

لوریوں میں اسے قرآن سناتی ہو گی

اپنی باہوں میں اُسے جھولا جھلاتی ہو گی

دن ہیں گرمی کے تو پانی بھی پلاتی ہو گی

رشک آتا ہے سکینہ کے مقدر پہ مجھے

سب کو بابا نے لیا چھوڑ گئے گھر پہ مجھے

_۶۹_

بن مکینوں کے یہ گھر کرتا ہے سائیں سائیں
آئیں سب لوٹ کے یا مجھ کو وہیں بُلوائیں
قابلِ رحم ہے صغراؑ، نہ اسے ترسائیں
واسطہ روحِ محمدؐ کا بس اب آجائیں
دیکھ پاؤں گی جو پیاروں کو تو کل پاؤں گی
اور کچھ دن جو نہ آئے تو میں مر جاؤں گی

_۷۰_

پڑھ کے خط بیٹی کا دل پر نہ رہا جب قابو
ضبطِ غم کرتے تھے لیکن نکل آئے آنسو
تھا ابھی ریشِ مبارک پہ جو اصغرؑ کا لہو
اپنے اشکوں سے کیا سبطِ پیمبر نے وضو
پھر دمِ عصر جو سجدے میں جھکایا سر کو
ہوا سجدے میں قلم، پھر نہ اُٹھایا سر کو

-۱۷-

اے قلم تیری یہ روداد جو ہم نے لکھّی
کیا بساط اپنی تھی مولا کے کرم نے لکھّی
اِک عزادار کے احساسِ الم نے لکھی
یہ کہانی تھی قلم کی، سو قلم نے لکھّی

یک قلم مرثیہ سے رشتہِ جاں جوڑ دیا
حق ادا کر دیا مضموں کا قلم توڑ دیا